بسلسلہ صد سالہ خلافت احمدیہ جوبلی

اُمّ المؤمنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

لجنہ اماء اللہ

اُمّ المؤمنین

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم

خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ اماء اللہ   کو صد سالہ خلافت جوبلی کے مبارک موقع پر بچوں کیلئے سیرت صحابیات پر کتب شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ کوشش یہ کی گئی ہے کہ کتاب دلچسپ اور آسان زبان میں ہو، تا بچے شوق سے پڑھیں اور مائیں بھی بچوں کو فرضی کہانیاں سنانے کی بجائے ان کتب سے اپنے اسلاف کے کارنامے سنائیں تاکہ بچوں میں بھی ان جیسا بننے کی لگن پیدا ہو۔

خدا تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اُمّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنھا

پیارے بچو!

آج ہم آپ کو پہلی مسلمان خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے بارے میں بتائیں گے ۔ جو ہمارے بہت ہی پیارے نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مطہرہ تھیں ۔ اب ہم آپ کو مکّہ کے ایک پر رونق محلّہ میں لئے چلتے ہیں جس کے درمیان میں ایک نہایت خوبصورت اور عالیشان مکان تھا وہ گھر مکّہ کے مشہور سردار خویلد کا تھا ۔ خویلد ایک عقلمند بزرگ تھا اس کی بیوی فاطمہ بھی خوش مزاج خاتون تھی (1) ان کے بچوں میں ایک نہایت ہی پاک صورت اور اچھے اخلاق والی بچی خدیجہ بھی تھی جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا بڑی ہوئیں تو ان کے والد نے ان کی شادی مکّہ کے ایک شریف آدمی ابو ہالہ سے کردی ۔ ابو ہالہ امیر تو تھا ہی اسکے ساتھ سخی اور فیاض بھی تھا ۔ ابو ہالہ اور خدیجہ کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے ۔ جن میں سے ایک کا نام ہالہ اور دوسرے کا ہندہ رکھا گیا ۔

اسلام سے پہلے عربوں میں عجیب وغریب رسمیں ہوا کرتی تھیں

جن میں سے ایک رسم یہ تھی کہ نظرِ بد سے بچانے کے لئے لڑکوں کے نام لڑکیوں والے رکھ دیا کرتے تھے اس لئے ابو ہالہ نے اپنے بیٹوں کے نام لڑکیوں والے رکھ دیئے۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہی گذرا تھا کہ ابو ہالہ وفات پا گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بچوں کے ساتھ غمگین اور اکیلی رہ گئیں (2)

آخر کچھ وقت گذرنے کے بعد آپؓ کے ابا اور چچا نے آپ کی شادی ایک شریف نوجوان عتیق بن عائذ سے کر دی۔ عتیق اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک بیٹی ہند پیدا ہوئی۔ الٰہی منشاء کے تحت کچھ سالوں بعد ہی عتیق کا بھی انتقال ہو گیا (3) انہی دنوں عرب میں جنگ چھڑ گئی اس جنگ کو ''حربِ فُجّار'' کہا جاتا ہے۔ ابھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کی جدائی کے غم سے سنبھل بھی نہ پائی تھیں کہ آپؓ کے بہت پیار کرے والے والد خویلد اس جنگ میں مارے گئے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ایک بار پھر غمگین رہ گئیں (4) اس رنج اور غم کی حالت میں انہیں تسلّی دینے والا کوئی نہ تھا اس لئے آپؓ اپنی توجہ بٹانے کے لئے اپنے والد کی تجارت میں حصہ لینے لگیں اور مختلف تجارتی قافلوں کو اپنا مال دے کر دوسرے ملکوں میں بھیجنا شروع کر دیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت ذہین اور عقلمند تھیں اس لئے انہیں تجارت میں خوب نفع ہونے لگا۔ جلد ہی آپؓ مکہ کی امیر

ترین خاتون بن گئیں۔ مکّہ والے آپؓ کے اخلاق سے بہت متاثر تھے اور آپؓ مکّہ میں ''طاہرہ'' کے لقب سے جانی جاتی تھیں جس کے معنی پاک اور صاف عورت کے ہیں (5) آپؓ فطرتاً بہت سخی اور کھلے دل کی مالک تھیں۔ آپؓ اپنا مال یتیموں، غریبوں، مسکینوں اور بیواؤں پر بے دریغ خرچ کرتیں۔ انہی دنوں مکّہ کے ایک مشہور سردار ابو طالب بھی تجارتی قافلوں کے ساتھ مختلف ملکوں خاص طور پر شام وغیرہ جایا کرتے تھے۔ ان کے بھتیجے حضرت محمد ﷺ جو بچپن ہی سے بہت نیک اور شریف تھے اور مکّہ میں صادق (سچے) اور امین (امانت دار) کے نام سے جانے جاتے تھے۔ اپنے چچا کے ساتھ تجارتی قافلوں میں جایا کرتے تھے۔

آپ ﷺ بچپن میں ایک مرتبہ شام کا سفر کر چکے تھے۔ اب حضرت محمد ﷺ پچیس سال کے ہو چکے تھے۔ حضرت ابو طالب نے اپنے بھتیجے سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے تجارتی قافلوں کا ذکر کیا اور انہیں مال لے کر جانے کا مشورہ دیا جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک حضور ﷺ کی دیانت داری کی شہرت پہنچی تو آپؓ نے حضور ﷺ کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ ﷺ میرا تجارتی مال شام لے کر جائیں تو میں آپ ﷺ کو باقی لوگوں کی نسبت دو گنا منافع دوں گی۔ (6)

حضور ﷺ نے اُن کی یہ بات مان لی اور جب آپ ﷺ اُن

کا تجارتی مال لے کر شام روانہ ہوئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے اپنے ایک غلام میسرہ کو آپ ﷺ کے ساتھ بھیجا تاکہ سفر کے دوران وہ آپ ﷺ کی ضروریات کا خیال رکھے۔ شام پہنچ کر آپ ﷺ نے تجارتی مال بہت اچھے داموں فروخت کیا اور بہت زیادہ منافع حاصل کیا (7)

جب آپ ﷺ اور میسرہ مکّہ میں داخل ہوئے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا اپنے مکان کی چھت پر اپنی سہیلیوں کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپؓ کا مکان دو منزلہ تھا اس لئے وہاں سے آپؓ اردگرد کا علاقہ بھی بخوبی دیکھ سکتی تھیں۔ چنانچہ آپؓ نے دیکھا کہ جب آپؓ کا غلام میسرہ اور آنحضور ﷺ مکّہ میں داخل ہوئے تو دو فرشتوں نے ان دونوں پر سایہ کیا ہوا تھا۔ آپؓ نے یہ نظارہ اپنی سہیلیوں کو بھی دکھایا تو وہ بھی یہ نظارہ دیکھ کر دنگ رہ گئیں آپ ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے پاس پہنچے انہیں تمام حساب سمجھایا اور منافع کی سب رقم ان کے حوالہ کردی جسے دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئیں کیونکہ آج تک انہیں کبھی اتنا منافع نہ ہوا تھا۔ بعد میں میسرہ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کو سفر کے تمام حالات سنائے اور حضور ﷺ کی امانت و دیانت، اچھے اخلاق اور سچائی کے جو مناظر اس نے سفر کے دوران دیکھے تھے وہ بیان کئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا یہ تمام باتیں سن کر حضور ﷺ کی نیکی سے بہت متاثر ہوئیں اور آپ ﷺ کے

عمدہ اخلاق کی دل سے قائل ہوگئیں۔ آپؓ نے حضورﷺ کی نیکی اور شرافت کا ذکر اپنی سہیلی نفیسہ سے کیا اور انہی کے ذریعہ حضورﷺ کے گھر رشتہ کا پیغام بھجوایا(8) حضورﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے تقویٰ وطہارت سے بخوبی واقف تھے اس لئے آپﷺ نے اس شادی کے لئے رضامندی ظاہر کردی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے چچا نے بھی حضورﷺ کی تعریف کی اور آپؓ کا نکاح پانچ سو درہم میں حضورﷺ کے چچا ابو طالب نے پڑھایا اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی عمر چالیس سال اور حضورﷺ کی عمر پچیس سال تھی شادی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا نے اپنا سارا مال حضورﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا اور عرض کیا کہ حضورﷺ اسے جیسے چاہیں استعمال فرمائیں۔ حضورﷺ نے اس مال کا کثیر حصّہ غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیا۔ رسول اللہﷺ کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے بطن سے چھ اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے جو بچپن میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے:۔

1- حضرت قاسمؓ:۔ یہ رسول اللہﷺ کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے ان کے نام پر آپﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ بچپن میں مکّہ مکرمہ

میں انتقال فرما گئے۔

2- حضرت عبداللہؓ:۔ دوسرے صاحبزادے تھے جو نہایت چھوٹی عمر میں انتقال فرما گئے ان کے لقب طیّب اور طاہر بھی تھے یہ زمانہ نبوت میں پیدا ہوئے تھے۔

3- حضرت زینب رضی اللہ عنہا:۔ یہ رسول اللہﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی تھیں۔آپؓ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے پانچ برس بعد پیدا ہوئیں اور بعثتِ نبوی کے وقت آپ کی عمر دس برس تھی۔ اعلانِ نبوت کے وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی ایمان لائیں۔آپ کی وفات آٹھ ہجری میں ہوئی۔

4- حضرت رقیّہ رضی اللہ عنہا:۔ یہ رسولﷺ کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ جو آپﷺ کے نکاح کے آٹھ برس بعد پیدا ہوئیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی ایمان لائیں۔آپ کی وفات 21 سال کی عمر میں 2 ہجری میں ہوئی۔

5- حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا:۔ یہ حضورﷺ کی تیسری بیٹی تھیں جو بعثتِ نبوی سے چھ سال قبل پیدا ہوئیں اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی اسلام لائیں۔آپ کی وفات 9 ہجری میں ہوئی۔

6- حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا:- یہ حضور ﷺ کی سب سے چھوٹی اور لاڈلی بیٹی تھیں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے دس سال بعد پیدا ہوئیں۔ پیدائشی مسلمان تھیں۔ آپ کی وفات 29 سال کی عمر میں 11 ہجری میں ہوئی جبکہ حضور ﷺ کی وفات کو ابھی چھ ماہ ہی گزرے تھے۔(9)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھتیجے حکیم بن حزام سے ایک غلام لے کر حضور ﷺ کے حوالہ کر دیا اس کا نام زید تھا۔ دراصل زید کو بچپن میں ڈاکوؤں نے اغوا کر کے غلام بنا لیا تھا آخر حکیم بن حزام نے انہیں خریدا اور اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا۔ حضرت زیدؓ کے والد اور چچا مسلسل ان کی تلاش میں تھے۔ تلاش کرتے ہوئے آخر ایک دن وہ مکّہ میں حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت زیدؓ سے ملے جب ان کے اصرار پہ حضور ﷺ نے حضرت زیدؓ کو ان کے ساتھ جانے کا کہا تو حضرت زیدؓ نے اپنے والد اور چچا کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور عرض کی کہ میں ساری عمر حضور ﷺ کی خدمت میں رہنا پسند کروں گا(10) یہ بات سن کر حضور ﷺ حضرت زیدؓ کو لے کر خانہ کعبہ کے صحن میں پہنچے اور اعلان فرمایا کہ میں زید کو آزاد کرتا ہوں آئندہ سے وہ میرا بیٹا ہے۔(11)

انہی دنوں مکّہ میں قحط کی وجہ سے کھانے کی چیزوں میں بہت کمی ہو گئی تھی اور لوگوں کو سخت مشکل کا سامنا تھا۔ ابو طالب کا خاندان کافی بڑا تھا اور انہیں بھی قحط کی وجہ سے سخت تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ اپنے چچا کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ایک بیٹے علی کو اپنے پاس لانے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آپ ﷺ کے بچوں کے ساتھ ہی رہنے لگے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علیؓ کو بہت پیار سے خوش آمدید کہا اور ہمیشہ اپنے بچوں کی طرح ان سے سلوک کیا۔(12)

ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شروع سے ہی بتوں سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ایک خدا کی عبادت کرتے تھے۔ اس غرض سے آپ ﷺ مکہ سے کچھ دور غارِ حرا میں جا کر تنہائی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دعاؤں میں مشغول رہتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مہینہ میں کچھ راتیں اِس غار میں عبادت کے لئے گزارتے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے لئے پہلے ہی سے ضرورت کا کچھ سامان تیار کر دیتیں۔ اِس دوران رسول اللہ ﷺ کو کثرت سے سچے خواب آنے لگے۔ ایک روز آپ ﷺ غارِ حرا میں

عبادت میں مصروف تھے کہ ایک فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا ''اِقۡرَأۡ '' یعنی ''پڑھو!'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تو پڑھ نہیں سکتا۔ اس پر حضرت جبرائیلؑ نے آپ ﷺ کو بڑے زور سے گلے لگا کر پھر کہا ''پڑھو!'' آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا۔ اِس طرح حضرت جبرائیلؑ نے ایک بار پھر آپ ﷺ کو گلے لگایا اور کہنے لگے:

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ

''اپنے رب کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا''

(یہ وحی اِقۡـرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِیۡ خَلَقَ سے لے کر عَلَّمَ الۡاِنۡسَانَ مَا لَمۡ یَعۡلَمۡ تک ہوئی)

اِن آیات کو سُن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت گھبرائے اور جلدی سے گھر واپس آگئے۔ گھر پہنچتے ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا

''زَمِّلُونی، زَمِّلُونی''

مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ مجھے کپڑا اوڑھا دو۔

سارا واقعہ سنانے کے بعد فرمایا ''مجھے اپنے بارہ میں ڈر ہے۔'' یعنی آیا اتنی بڑی ذمّہ داری کو میں ادا کر بھی سکوں گا یا نہیں۔ اِس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تسلّی دیتے ہوئے کہا ''خدا کی قسم، اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں،

غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور وہ نیکیاں کرتے ہیں جو دوسرے لوگ چھوڑ چکے ہیں۔'' (13) اس واقعہ کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے ہاں لے گئیں جو تورات اور انجیل کے بہت بڑے عالم تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے کہنے پر آنحضرت ﷺ نے ورقہ بن نوفل کو سارا واقعہ سنایا جس کو سن کر اس نے آپ ﷺ سے کہا یہ تو وہی فرشتہ معلوم ہوتا ہے جو حضرت موسیٰؑ پر وحی لے کر آیا تھا اور اس طرح انہوں نے بھی آنحضرت ﷺ کو مطمئن کیا (14)۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ پیغام دوسرے لوگوں تک پہنچانا شروع کیا۔ اسلام کا پیغام آہستہ آہستہ پھیلنا شروع ہوا اور آنحضرت ﷺ کے دوست اور ملنے جلنے والے اسلام میں داخل ہونے لگے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ فخر بھی حاصل ہے کہ آپ آنحضرت ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائیں۔ (15) اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگی وقف کر دی۔ انہیں اسلام سے اور آنحضرت ﷺ سے بہت محبت تھی اور اسی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ

نے فرمایا ’’میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا، یا رسول اللہ، خدیجہ رضی اللہ عنھا کو آپ کے ربّ نے سلام بھیجا ہے، جب وہ آئیں تو انہیں یہ سلام پہنچا دیں۔‘‘ اس حدیث سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے بلند مقام کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔(16)

جب نماز فرض ہوئی اور حضرت جبرائیلؑ نے حضور ﷺ کو وضو اور نماز کا طریق سکھایا تو حضور ﷺ سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کے پاس آئے اور انہیں بھی اسی طرح وضو اور نماز کا طریق بتلایا۔ پھر دونوں نے وضو کیا اور اکٹھے نماز پڑھی۔(17)

مکہّ کے باقی لوگ چونکہ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اس لئے جب انہیں آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے اس نئے دین کا علم ہوا جو ایک خدا کی عبادت سکھاتا تھا تو انہوں نے اِس کی مخالفت شروع کردی اور وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے لگے کہ وہ اپنا نیا دین چھوڑ دیں اور دوبارہ سے بتوں کی پوجا شروع کردیں۔ جب بھی وہ کسی مسلمان کو نماز پڑھتے دیکھتے تو اُس کا مذاق اُڑاتے۔ آہستہ آہستہ یہ مخالفت شدید ہوتی چلی گئی اور مسلمان قریش کے ڈر سے چھُپ چھُپ کر نمازیں پڑھنے لگے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کو بھی قریش کی مخالفت کا حال معلوم تھا لیکن انہیں یقین تھا کہ یہ مخالف لوگ

مسلمانوں کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اس طرح وہ بھی بڑی بہادری کے ساتھ تمام تکلیفوں کا سامنا کرنے لگیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی اسلام قبول کرلیا تھا لیکن ان کے شوہر ابوالعاص ابھی اسلام نہ لائے تھے۔آپ کی دونوں چھوٹی بیٹیاں حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا بھی اسلام لے آئی تھیں۔ان کے نکاح ابولہب کے بیٹے عتبہ اور عتیبہ سے ہوئے تھے جو آنحضرت ﷺ کے چچا کے لڑکے تھے اور دعوتِ اسلام کے بعد حضور ﷺ کے سخت مخالف ہو گئے تھے۔اسی مخالفت کی وجہ سے ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں کے نکاح ختم کردیے۔آپ ﷺ کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ابھی شادی نہیں ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو صرف قریش کی مخالفت کا سامنا نہ تھا بلکہ اپنے قریبی اور عزیز ترین رشتہ داروں کی مخالفت بھی برداشت کرنی پڑتی تھی۔مگر آنحضرت ﷺ ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور آپ ﷺ کی بیٹیاں ہر مشکل، دکھ اور تکلیف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برابر کی شریک تھیں۔

مسلمان مکہ میں چھُپ چھُپ کر نمازیں ادا کرتے تھے اسی طرح

تین سال گزر گئے اور ساتھ ہی ساتھ کچھ اور لوگ بھی مسلمان ہوتے رہے۔ جب اسلام تیزی سے پھیلنے لگا تو مکہ کے کافر اِس بات پر مزید پریشان ہو گئے اور مخالفت میں اور بڑھ گئے۔ اسلام کو روکنے کے لئے مختلف طریقے سوچنے لگے۔اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو کھُل کر اسلام کا پیغام پہنچا دیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے تمام رشتہ داروں کو اپنے گھر دعوت پر بلایا اور اسلام کی تبلیغ شروع کر دی۔ابھی آپ ﷺ نے بات کا آغاز ہی کیا تھا کہ آپ ﷺ کے چچا ابولہب نے آپ کی بات کاٹ دی اور بُرا بھلا کہنے کے بعد اُٹھ کھڑا ہوا۔اس کے ساتھ ہی دوسرے لوگ بھی اُٹھے اور اپنے اپنے گھروں کو چل پڑے(18)۔آپ ﷺ کو یہ دیکھ کر سخت صدمہ ہوا کیونکہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ آپ ﷺ کے رشتہ دار بتوں کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت کرنے لگیں۔مگر بجائے آپ ﷺ کی بات پر غور وفکر کرنے کے آپ کے سگے چچا نے بھی نہ صرف آپ ﷺ کو تنگ کرنا شروع کیا بلکہ اور لوگوں کو بھی آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے خلاف بھڑکانا شروع کر دیا۔ آخر جب قریش نے دیکھا کہ اُن کی سخت مخالفت کے باوجود اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے تو وہ اِس بات کو برداشت

نہ کر سکے اور انہوں نے کمزور مسلمانوں پر شدید قسم کے مظالم کرنا شروع کر دیے۔ مگر اُن کے ظلم کے باوجود تمام مسلمان اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم رہے۔ ہر مسلمان کو یقین تھا کہ یہ آزمائش کے دن جلد ختم ہو جائیں گے اور آخر اسلام کی ہی فتح ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ حضور ﷺ اور مسلمانوں کو تسلّی بھی دی جاتی جس سے اُن کے ایمانوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا۔ قریش کے مظالم سے کوئی بھی مسلمان محفوظ نہ تھا۔ غلاموں کو تو سب سے زیادہ ظلم برداشت کرنے پڑتے تھے۔ اور انہی میں حضرت بلالؓ، حضرت عمارؓ، حضرت یاسرؓ اور حضرت سمیّہ رضی اللہ عنہا شامل تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب غلاموں کی یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بہت سے مجبور اور مظلوم مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا۔ (19)

مکہّ کے کافروں کی حالت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو بھی بے انتہا تکالیف دینا شروع کر دیں۔ وہ لوگ آپ ﷺ کے گھر میں کچرا لا کر ڈال جاتے اور اکثر آپ ﷺ کے گھر پر پتھر بھی برساتے۔ آپ ﷺ کے راستہ میں کانٹے بچھا دیئے جاتے اور جب آپ ﷺ گلیوں میں سے گزرتے تو مکانوں کی چھتوں سے آپ ﷺ پر کچرا پھینکا جاتا۔ (20) ان تمام مشکل حالات میں بھی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بہت صبر اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا، بلکہ جب حضور ﷺ گھر تشریف لایا کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کا بہت حوصلہ بڑھاتیں اور قریش کے دیئے گئے مظالم اور تکالیف کو کم کر کے دکھاتیں۔ جس سے آنحضرت ﷺ کے دل کو سکون ملتا۔(21)

جب قریش اور مکہ کے دیگر کفار کے مظالم دن بدن بڑھنے لگے اور مسلمانوں کی زندگی مشکل ہوتی گئی تو آخر ایک دن آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ پہلے قافلہ میں آنحضرت ﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا، اُن کے خاوند حضرت عثمانؓ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حضرت زبیر بن العوامؓ بھی شامل تھے(22)۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنی بیٹی، داماد اور بھتیجے کی جُدائی سے اُداس بھی تھیں مگر اللہ تعالیٰ کی رضا میں راضی بھی۔

آپؓ بہت بہادر خاتون تھیں اور ہمیشہ اپنے گھر والوں اور دوسرے مسلمانوں کو تسلّی دلاتیں کہ آخر کار انشاء اللہ اسلام نے ہی غالب آنا ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ہر وقت یہ تشویش رہتی کہ کہیں کفار

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان نہ پہنچا دیں۔ آپؓ کی پریشانی کا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر پہنچنے میں دیر ہوگئی۔ آپؓ سخت بے چین ہوکر انہیں ڈھونڈنے کے لئے نکلیں۔ راستہ میں انہیں ایک آدمی ملا جس کو آپؓ نہیں جانتی تھیں اُس نے آپؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو سخت تشویش پیدا ہوئی کہ کہیں یہ آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی نقصان پہنچانے کے ارادہ سے تو نہیں آیا۔ جب اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اِس بات کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ دراصل جبرائیلؑ تھے۔ انہوں نے تمہیں سلام کہا ہے اور تمہیں جنت کی خوشخبری دی ہے جہاں تمہارے لئے موتیوں کا محل ہوگا۔ (23)

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام رسالت عطا کیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مکہ تک پیغام حق پہنچانا شروع کر دیا تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ داروں میں سے کچھ تو دل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے قائل ہوگئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کو قبول کرلیا، مگر بعض کھلّم کھلا مخالفت پر اتر آئے۔ تائید کرنے والوں میں ایک ورقہ بن نوفل حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے۔ انہیں ابتداء ہی سے بت پرستی سے نفرت تھی اور تلاش

حق کی خاطر مختلف مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کر چکے تھے۔یہی وہ بزرگ تھے جنہوں نے دیکھتے ہی سب سے پہلے حضورﷺ کی عظمت کو پہچان لیا اور آپﷺ کو قریش کی مخالفت کی خبر دی اور کہا کہ اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو ضرور آپ کی مدد کروں گا۔لیکن افسوس کہ وہ حضورﷺ کے دعویٰ سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔حضورﷺ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے دل میں بھی آپ کی بہت عزت و احترام تھا۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا تو بعض کاموں میں ان سے مشورہ بھی لے لیتی تھیں۔ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضورﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ ورقہ کا کیا حال ہے حضورﷺ نے فرمایا میں نے انہیں سفید کپڑوں میں دیکھا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بہشت میں داخل فرما دیا ہے کیونکہ اگر وہ دوزخ میں ہوتے تو کبھی بھی مجھے سفید کپڑوں میں دکھائی نہ دیتے (24)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلے شوہروں سے جتنی اولاد ہوئی تھی وہ سب اسلام لے آئی تھی۔ ہندہ کی پرورش تو خود حضورﷺ نے فرمائی انہیں فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل تھا جب حضورﷺ کا حال بیان کرتے تو لوگوں کے سامنے آپﷺ کی تصویر کھینچ دیتے۔ہالہ بھی اسلام

لے آئے تھے اور انہیں حضور ﷺ کی لمبی صحبت نصیب ہوئی ۔ اسی طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہند نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا ان کی شادی ان کے چچازاد سیفی مخزومی سے ہوئی آل خویلد میں سے بچپن ہی سے حضور ﷺ کی غلامی میں آنے والے حضرت زبیر بن العوامؓ تھے جو آٹھ سے بارہ سال کی عمر میں اسلام لائے حضور ﷺ ان سے بہت محبت کرتے تھے ۔ اور کبھی ان کی فرمائش نہیں ٹالتے تھے انہی کے بارہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے (25)

ان لوگوں میں جنہوں نے آغاز میں اسلام تو قبول نہ کیا لیکن حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا خیال کر کے آپ ﷺ کی مخالفت بھی نہ کی ، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد تھیں ۔ ان کے لڑکے ابوالعاصؓ کا شمار مکّہ کے معزز اور مالدار تاجروں میں ہوتا تھا آپ اکثر حضور ﷺ ہی کے گھر میں رہتے تھے ۔ اسی قریبی تعلق کی وجہ سے حضور ﷺ نے اپنی بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ان سے کر دیا تھا ۔ ابوالعاص شروع میں اسلام نہیں لائے تھے لیکن اپنی بیوی کو اسلام قبول کرنے پر کبھی کوئی تکلیف نہ دی ۔ بالآخر 7 ہجری کو ابوالعاص بھی

دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے ۔(26)حضورﷺ نے ان کے بارہ میں فرمایا کہ ابوالعاص نے دامادی کا خوب حق ادا کیا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے حکیم بن حزام کو بھی ابتداء میں قبول اسلام کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ آپ بچپن سے حضورﷺ کے دوست تھے اور جنگ فجّار میں اکٹھے حصہ لے چکے تھے آپ سادات قریش میں سے تھے اور علم الانساب کے بڑے ماہر تھے۔ رفادہ اور دارالندوہ کا انتظام انہی کے سپرد تھا۔ اگرچہ آپ ابتدائی مسلمانوں میں سے نہ تھے لیکن آپ نے دوستی کا اچھا حق ادا کیا اور مشرکین کے مقابل پر ہمیشہ حضورﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی مدد کی۔(27)

اِن تمام مظالم اور تکالیف کے باوجود اللہ تعالیٰ کا فضل مسلمانوں پر بڑھتا ہی چلا جارہا تھا قریش کے لئے یہ زمانہ بہت ہی پریشان کن تھا۔ مکہّ کے بیشتر مسلمان مکہ سے ہجرت کر کے حبشہ پہنچ چکے تھے ۔اور وہاں امن وامان کی زندگی بسر کررہے تھے۔قریش نے انہیں واپس لانے کے لیے جو وفد روانہ کئے تھے نجاشی شاہ حبشہ نے انہیں ناکام واپس کردیا تھا ۔ادھر مکہّ میں حمزہؓ اور عمر بنؓ خطاب جیسے بہادر اور سرکردہ اصحاب اسلام قبول کر چکے تھے ۔مکہّ کے علاوہ دیگر قبائل میں بھی اسلام پھیلنا شروع

ہو گیا تھا۔اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے قریش کے سر برآوردہ اشخاص دارالندوہ میں جمع ہوئے اور وہاں یہ طے پایا کہ بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کا مکمل بائیکاٹ کر دیا جائے۔ نہ ان سے شادی بیاہ کا سلسلہ قائم کیا جائے نہ ان سے کسی قسم کی خرید وفروخت کی جائے اور نہ ان سے میل ملاپ رکھا جائے۔ یہ بائیکاٹ اس وقت تک جاری رہے جب تک وہ محمد ﷺ کو قتل کرنے کیلئے ان کے حوالے نہ کر دیں۔ایک کاغذ پر باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا اور اسے خانہ کعبہ کی چھت کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا۔

اس فیصلے کے بعد بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے تمام افراد حضرت ابوطالب کے پاس جمع ہوئے ان میں مسلمان اور کافر کی تخصیص نہ تھی۔ ابوطالب انہیں لے کر مکہ سے باہر پہاڑ کی ایک گھاٹی میں چلے گئے جسے بعد میں اسی واقعہ کی مناسبت سے شعب ابی طالب کہا جانے لگا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا اور ان کے رشتہ دار بھی بنو ہاشم کے ساتھ اسی گھاٹی میں منتقل ہو گئے اور بڑی خوشی سے خود بھی وہ تمام تکالیف برداشت کرنے کیلئے تیار ہو گئے جو بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو اس بائیکاٹ کے نتیجے میں پیش آنے والی تھیں۔(28)

بائیکاٹ اور محاصرے کا یہ زمانہ مسلمانوں اور بنو ہاشم کے لئے

انتہائی صبر آزما ثابت ہوا۔قریش ان تک کھانے پینے کی کوئی چیز پہنچنے نہ دیتے تھے ۔بھوک اور پیاس کے باعث ان کے بچوں کے رونے کی آوازیں گھاٹی کے باہر قریش تک پہنچتی تھیں لیکن ان سنگ دلوں کو بالکل رحم نہ آتا تھا ۔بھوک کی شدّت کا یہ عالم تھا کہ وہ پتے چبا چبا کر گذارہ کرتے تھے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ تمام زمانہ انتہائی صبر اور استقلال کے ساتھ گذارا باوجود یہ کہ آپؓ کی عمر ساٹھ برس کے لگ بھگ ہو چکی تھی لیکن آپؓ نے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تکلیف اور کرب کا اظہار نہ کیا۔اس کٹھن دور میں وہ حضور ﷺ کا خیال رکھنے والی غم خوار تھیں اور دیگر مسلمانوں کو بھی ہر وقت تسلّی دیتی رہتی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس وقت تمام مسلمانوں کے لئے نمونہ تھیں ۔اس نازک وقت میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعض عزیز قریش کی نظروں سے چھپ کر مسلمانوں کو کھانا پہنچاتے رہتے ۔اس کام میں آپؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام پیش پیش تھے۔

اگرچہ ابھی تک انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا۔ایک دن ابوجہل نے حکیم کو ایک غلام کے ساتھ شعبِ ابی طالب میں غلّہ لے جاتے ہوئے

دیکھ لیا وہ فوراً ان کے پاس پہنچا اور کہنے لگا تم بنو ہاشم کو غلّہ پہنچاتے ہو تمہیں اس کا اختیار کس نے دیا ہے؟ میں دیکھتا ہوں کہ تم آئندہ کس طرح غلّہ پہنچاتے ہو۔ ابھی یہ جھگڑا ہو ہی رہا تھا کہ ابوالبختری بن ہشام بھی وہاں آ پہنچا۔ اس نے پوچھا کیا بات ہے، تم دونوں کیوں جھگڑ رہے ہو؟ ابوجہل نے جواب دیا حکیم بن حزام بنو ہاشم کے پاس غلّہ لے جا رہا ہے، ابوالبختری نے کہا وہ اپنی چچی کے پاس غلّہ لے جا رہا ہے تم اسے روکنے والے کون ہوتے ہو؟ ابوجہل بولا میں یہ غلّہ ہرگز لے جانے نہ دوں گا۔ اس پر بات بڑھ گئی ابوالبختری نے اونٹ کا ڈنڈا اٹھا کر ابوجہل کے سر پہ دے مارا جس سے وہ زخمی ہو گیا۔ حکیم بن حزام موقعہ پا کر غلّہ اپنی چچی کے پاس لے گئے ابوجہل نے بھی بات نہ بڑھائی کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ اگر مسلمانوں کو یہ پتہ لگ گیا کہ بائیکاٹ کے بارہ میں قریش میں آپس ہی میں اختلاف پایا جاتا ہے تو وہ ضرور اپنے ساتھیوں سے مل کر بائیکاٹ ختم کرانے کی کوشش کریں گے۔(29)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا جتنا مال تھا وہ سارا آپؓ مسلمانوں پہ خرچ کر چکی تھیں اور ابوطالب کا تمام مال بھی بنو ہاشم پہ خرچ ہو چکا تھا۔ اب باہر سے غلّہ منگوانے کی کوئی راہ نہیں تھی، قریب تھا کہ بنو ہاشم اور

بنوعبدالمطلب اور تمام مسلمان فاقے برداشت کرتے ہوئے ہلاک ہو جاتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورﷺ کو مطلع فرمایا کہ جس کاغذ پر کفار نے معاہدہ لکھا تھا اسے دیمک چاٹ گئی ہے اور صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ حضورﷺ نے یہ بات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا سے بیان کی۔ انہوں نے مشورہ دیا کہ اس بات کا ذکر حضرت ابوطالب سے کر دینا مناسب ہے۔ چنانچہ حضورﷺ نے حضرت ابوطالب سے اس کا ذکر فرمایا۔ حضرت ابوطالب کفار قریش کے پاس گئے اور کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے لکھے ہوئے معاہدہ کو دیمک چاٹ گئی ہے اور اس پہ صرف اللہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔ اگر یہ بات درست ہے تو تمہیں اپنے ظالمانہ طرزعمل سے باز آنا پڑے گا لیکن خدانخواستہ اس نے جھوٹ بولا ہے تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں اسے تمہارے حوالہ کر دوں گا خواہ تم اسے قتل کر و خواہ چھوڑ دو۔ حضرت ابوطالب کی یہ بات سن کر انہوں نے خانہ کعبہ کی چھت سے معاہدہ کا کاغذ اتارا۔ جب اسے کھولا گیا تو اس کی حالت بالکل ویسی ہی تھی جیسی حضورﷺ نے بیان فرمائی تھی۔ یہ دیکھ کر بعض لوگ جو اس ظالمانہ روّیہ کے خلاف تھے لیکن قوم کی مخالفت کی وجہ سے کچھ نہیں کر سکتے تھے کہنے لگے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس معاہدہ کو منسوخ کر دیا جائے اس کے بعد

وہ لوگ بنو ہاشم کے ساتھی تمام مسلمانوں اور بنو ہاشم کو شعب ابی طالب کے محاصرہ سے نکال کر مکہّ واپس لے آئے۔

تین سال کے شدّ ید محاصرہ کے بعد بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کو شعب ابی طالب سے نکلنا نصیب ہوا۔ اس لمبے عرصہ میں اُن کے مردوں، عورتوں اور بچوں کو انتہائی تکلیف دہ حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن انہوں نے بے انتہا صبر اور حوصلہ کے ساتھ یہ زمانہ گُزارا۔ حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چونکہ عمر رسیدہ ہو چکے تھے اس لئے ان کی صحت پر اِس طویل محاصرہ اور مصائب کا بہت بُرا اثر پڑا۔ محاصرہ ختم ہوئے زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ حضرت ابو طالب اِس دنیا سے رُخصت ہو گئے۔ ابھی آنحضرت ﷺ کے چچا کی وفات کا زخم بھرا نہیں تھا کہ حضور ﷺ کو اِس سے بھی بڑے صدمہ سے دوچار ہونا پڑا یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جن کی عمر پینسٹھ برس سے زیادہ ہو چکی تھی۔ محاصرہ کی سختیوں کی تاب نہ لا کر وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔(30) اسی لئے تاریخ میں اس سال کو غم کا سال یا عام الحزن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہی پیاری بیوی جنہوں نے ہر

مشکل میں آپ ﷺ کا بہت بہادری اور محبت سے ساتھ دیا اور آپ ﷺ کی خاطر ہر تکلیف خوشی سے برداشت کی اور ہر لمحہ آپ ﷺ کا حوصلہ بڑھایا، آپ ﷺ سے جُدا ہو کر اللہ کو پیاری ہو گئیں۔ آپؓ کی تدفین خود آنحضرت ﷺ نے حجون کے قبرستان میں کی۔(31)

رسول اللہ ﷺ کو پچیس سال تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رفاقت حاصل رہی۔ اس طویل عرصہ میں حضور ﷺ نے کوئی اور نکاح نہیں کیا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ نے ایک لمحہ کے لئے انہیں فراموش نہ کیا اور اکثر ان کا ذکر زبان پر جاری رہتا۔ رسول اللہ ﷺ اس کثرت اور محبت سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر فرماتے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سوا حضور ﷺ کی بیویوں میں سے اور کسی پر رشک نہ آتا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا تک نہیں تھا اور وہ میرے نکاح سے تین سال قبل وفات پا چکی تھیں۔ رشک کی وجہ یہ تھی کہ حضور ﷺ اکثر ان کا بہت ذکر فرمایا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ حسب معمول ان کا ذکر فرما رہے تھے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہنے لگیں یا رسول اللہ ﷺ آپ ہر وقت

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیوں کرتے رہتے ہیں وہ ایک بوڑھی عورت تھی جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس سے بہتر بیویاں عطا فرمادی ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا ایسی بات مت کہو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اس وقت میری تصدیق کی جب تمام قوم نے مجھے جھٹلایا۔ وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب تمام لوگوں نے میری باتیں سننے سے انکار کردیا۔ اس نے اس وقت مجھ پر اپنا مال خرچ کیا جب کوئی شخص مجھے ایک درہم بھی دینے کے لئے تیار نہ تھا اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے صرف اسی سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور دروازے پر آکر اندر آنے کی اجازت مانگی حضور ﷺ کے کان میں جب ان کی آواز پڑی تو آپ ﷺ نے بے چین ہوکر فرمایا کہ یہ تو بالکل خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آواز ہے معلوم ہوتا ہے ہالہ آئی ہیں۔ (33)

حضور ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب کوئی قربانی کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے ہاں ضرور گوشت بھجوایا کرتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک روز اس کی وجہ پوچھی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ

مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے تعلق کی وجہ سے ان کی سہیلیوں کا بڑا پاس ہے۔ ان کے رشتہ داروں سے بھی آپ ﷺ ہمیشہ حسن سلوک فرماتے۔(34)

جنگِ بدر میں مسلمانوں نے کفار کے جو قیدی پکڑے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کی رہائی کی یہ شرط مقرر فرمائی کہ وہ فدیہ ادا کر دیں ۔حضور ﷺ کے داماد اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد کے لڑکے ابوالعاص بھی ان قیدیوں میں شامل تھے۔ان کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ان کے فدیہ کے طور پر ایک ہار بھجوایا جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیٹی کی شادی کے موقع پر اسے جہیز میں دیا تھا۔ جب یہ ہار رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اسے دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آپ نے رقت بھرے لہجے میں فرمایا کہ اگر چاہو تو خدیجہ رضی اللہ عنہا کا دیا ہوا یہ ہار اس کی بیٹی کو واپس کر دو ۔ چنانچہ وہ ہار حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا گیا اور ابوالعاص کو بھی رہا کر کے مکہ بھیج دیا گیا۔(35)

الغرض رسول پاک ﷺ کی آپؓ سے محبت نہ صرف ان کی زندگی میں بلکہ وفات کے بعد بھی جاری رہی۔

تاریخ میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقام بہت

بلند ہے۔ آپؓ پہلی مسلمان خاتون تھیں جنہوں نے رسول پاک ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سنا۔ پہلی انسان تھیں جنہوں نے نبی کامل ﷺ کی رسالت کی تصدیق کی۔ زمانۂ جاہلیت میں ایک طویل مدت گزارنے کے باوجود آپ نے کبھی کوئی بت پرستی کا کام نہیں کیا تھا۔

محبؒ طبری نے لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر مکہ میں مسجد حرام کے بعد سب سے زیادہ افضل جگہ تھی، کیونکہ رسول اللہ ﷺ اس میں طویل عرصہ تک مقیم رہے اور آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہوا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنی زندگی یہیں گزاری اور یہیں آپؓ کا انتقال ہوا۔ آنحضرت ﷺ اس وقت تک اس گھر میں قیام فرما رہے جب تک ہجرت نہ فرمالی۔(36)

اے اللہ ہم کو بھی توفیق دے کہ ہم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرح سب سے پہلے حق کو پہچاننے اور اپنانے والے بنیں۔(آمین)

حوالہ جات

1. طبقات ابن سعد، جلد 8، صفحہ 14
2. ایضاً
3. ایضاً
4. طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 198
5. ابن ہشام، جلد 1، صفحہ 198
6. طبقات ابن سعد، جلد 1، صفحہ 199
7. ایضاً صفحہ 131
8. ابن ہشام جلد 1 صفحہ 201,200
9. ازواجِ مطہّرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 69 تا 81
10. ابن سعد جلد نمبر 3 صفحہ 40
11. ازواجِ مطہّرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 77
12. ابن سعد جلد نمبر 3 صفحہ 58
13. خدیجۃ الکبریٰ از دوست محمد شاہد صفحہ 12,11
14. ازواجِ مطہّر ات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 72
15. ابن سعد جلد نمبر 8 صفحہ 17
16. ازواجِ مطہّر ات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 75
17. تاریخ طبری، جلد 2 صفحہ 307

18. صحیح بخاری صفحہ 45

19. ابن ہشام صفحہ 384

20. ابن ہشام صفحہ 392

21. ابن ہشام صفحہ 318

22. ارسال قریش الی الحبشہ صفحہ 356

23. بخاری کتاب المناقب صفحہ 43

24. ابن ہشام جلد 1 صفحہ 266

25. بخاری، کتاب فضائل اصحاب النبی

26. ازواج مطّہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 254

27. ابن ہشام جلد 1 صفحہ 375

28. طبقات ابن سعد، جلد 1 صفحہ 209,208

29. ابن ہشام جلد 1 صفحہ 375

30. ابن ہشام جلد 2 صفحہ 25

31. طبقات ابن سعد جلد 8 صفحہ 18

32. ابن ہشام جلد 1 صفحہ 201

33. بخاری کتاب المناقب فضائل حضرت خدیجہؓ صفحہ 35,34

34 بخاری کتاب المناقب فضائل حضرت خدیجہؓ صفحہ

35. ازواج مطّہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 249

36. ازواج مطّہرات وصحابیات انسائیکلوپیڈیا صفحہ 73

حضرت خدیجہ

(Hadrat Khadija ؓ ***)***

Urdu

Published in UK in 2008

© Islam International Publications Ltd.

Published by:
Islam International Publications Ltd.
'Islamabad' Sheephatch Lane,
Tilford, Surrey GU10 2AQ,
United Kingdom.

Printed in U.K. at:
Raqeem Press
Sheephatch Lane
Tilford, Surrey
GU10 2AQ

No part of this book may be reproduced or transmitted in any form or by any means, electronic or mechanical, including photocopy, recording or any information storage and retrieval system, without prior written permission from the Publisher.

ISBN: 1 85372 949 3